

جلد ۵۷ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے - ۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۳

عیدِ قیامت

(از قلم شاعر شیریں گفتار عالی جناب منشی کیدار ناتھ صاحب مَنّت)

آنسو تیری فرقت میں ہیں گرم آنکھوں سے ڈھالے ۔ اے ناصرہ والے
ڈھیلوں سے مرے پاؤں نظر میں پڑے چھالے ۔ اے ناصرہ والے
لے میری خبر تیرے سوا کون سنبھالے ۔ اے ناصرہ والے
کر میری مدد دشمنِ ایماں سے بچالے ۔ اے ناصرہ والے
رکھ لاج مری حشر میں دامن نہ اُٹھالے ۔ اے ناصرہ والے
بے پردہ نہ ہوں پردۂ رحمت میں چھپالے ۔ اے ناصرہ والے

آمد تیری اقرب ہے مگر سوتے ہیں ہم لوگ ۔ بیدار ہیں کم لوگ
ایسا تو نہ ہو سوتا ہُوا تُو ہمیں پالے ۔ اے ناصرہ والے
کاندھے پہ جنازہ کو لئے جاتے تھے احباب ۔ ماں بیوہ تھی بیتاب
تب زندہ اُسے کر کے کیا ماں کے حوالے ۔ اے ناصرہ والے
سوتے میں تغافل سے تھپکتا ہے تجاہل ۔ لوری دے تساہل
باندھی ہے کمر اور نہ دئے ہم نے ہیں پالے ۔ اے ناصرہ والے
بجز تیرے آمد ثانی جو کیا ہے ۔ اور ہم کو دیا ہے
مَنّت نے مضامیں ہیں اسی سانچے میں ڈھالے ۔ اے ناصرہ والے

چلتی جو ہوائے ایسٹر ہے
ہر غنچہ میں زر بُشتِ گل ہے
ہر گنجِ چمن ہے گنجِ قاروں
برگ و گلِ غنچہ سے بھری ہے
پت جھڑ نے کیا تھا جو برہنہ
یہ قید سے چھوٹ کر ہیں نکلیں
مُردہ سے زمیں میں تھے خزاں سے
کھِل کر جو چمن میں گل ہے مہکا
اپنا ہُوا سبزہ غیر ہو کر
ہو کر قیدِ خزاں سے آزاد
سحر یک شنبہ کی اُفق ہے
زخموں نے مسیح کے بصد شوق
اے باغیو تم کو ہوئے ترشول
تھوکا گلِ رُخ پہ ہو گے برہم
دیکھو خونِ مسیح کا ڈھنگ
آباد زمیں ہے قبر ویراں
ہے زینت و زیب بخشِ ہر گل

یہ فیضِ فضائے ایسٹر ہے
ہر لالہ میں کیفِ جامِ مُل ہے
ہر جو میں رواں ہے آبِ میگوں
ڈالی ہے کہ پھول کی چھڑی ہے
پتوں سے ہرا ہُوا دہ ہے نہ
یا کونپلیں پھوٹ کر ہیں نکلیں
زندہ ہوئے فیضِ آسماں سے
بلبل سرِ شاخسار چہکا
قطروں کو دی سیری سیر ہو کر
تب تک تھا صلیب اب ہے شمشاد
رنگِ رُخِ گلوری بھی فق ہے
پایا گلِ تیغ روزہ پر قوق
اب تاج کے کانٹے بن گئے پھول
وہ بن گیا قطرہ ہائے شبنم
کیا عارضِ گل ہے بن گیا رنگ
زندہ ہے مسیح ۔ مُردہ شیطاں
شانہ مُو بافِ کنگھی سنبل

نور افشان

۲۹ مارچ ۱۹۲۹ء - لاہور

یہ جیوری سنگھ کون ہیں؟

میں کانپور جانے کی تیاری میں معروف تھا کہ مؤقر اخبار الفضل مورخہ ۲۲ مارچ ۱۹۲۹ء موصول ہوا۔ کھولکر دیکھا تو "شذرات" پر نگاہ پڑ گئی۔ جس میں سوامی چدانند کے مقدمہ کا ذکر تھا اور ایک گمنام پادری (؟) جیوری سنگھ کی شہادت کا بیان مرقوم تھا۔ اس شخص یا پادری کی شہادت کو مسیحیوں کے لئے باعث صد ہا ننگ اور شرم ہے لکھتے ہوئے مدیر صاحب الفضل لکھتے ہیں کہ:-

"اس کے متعلق عیسائی صاحبان کو عموماً اور عیسائی معاصر نور افشان کو خصوصاً ہم توجہ دلاتے ہوئے پوچھتے ہیں کہ کیا عیسائیت میں خداوند کے برگزیدوں کی یہی شان ہے جو پادری مذکور نے بیان کی ہے؟"

نور افشان مدیر صاحب الفضل کو یقین دلاتا ہے کہ "خدا کے برگزیدوں" کے معاملہ میں ہر ایک ایماندار مسیحی کا وہی نقطہ نگاہ ہے جو ایک سچے مسلمان کا ہے۔ ہمارے انبیاء اور مسلمانوں کے انبیاء باستثنائے چند کے بالکل مشترک ہیں۔ اگرچہ مسئلہ عصمت انبیاء میں ہم میں اور مسلمانوں میں جزوی اختلافات ہیں لیکن اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ ہم انکی توہین کو برداشت کر سکیں۔ جس پادری (؟) کا آپ نے حوالہ دیا ہے مجھے شک ہے کہ آیا وہ پادری بھی ہے یا نہیں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں کہ اس کا تعلق کس مشن یا کلیسیا کے ساتھ ہے۔ بہرکیف نور افشان اس پادری (؟) کے متعلق تحقیقات کر کے اپنی رائے کا مفصل اظہار کریگا۔

کیا آپ از راہ مہربانی اخبار تیج کا وہ نمبر جس میں اس پادری کی شہادت منقول ہے عاریتاً میرے پاس بھیجینگے؟

(اڈیٹر)

لمعات

کرشن جی کا اوتار

ہمارے دوست اڈیٹر صاحب پیغام (صلح) جنگ ہم پر بیحد برافروختہ ہوگئے ہیں جسکی وجہ یہ ہے کہ گذشتہ لمعات میں ہم نے خفا کو "کپا" لکھا تھا۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں کہ

"مثلاً خفا کے لفظ کو وہ مذاق کے طور پر کپا لکھتے ہیں اور ہم سے پوچھتے ہیں کہ "کیا اس پر بھی آپ ہم پر (سے) کپا رہینگے۔"

جناب بندہ خدا گواہ ہے کہ نہ تو ہمیں مذاق کی عادت ہے اور نہ آپ اس دل لگی کے قابل ہیں جو کچھ لکھا تھا اس بنا پر لکھا تھا کہ چونکہ آپ جناب مرزا صاحب آنجہانی کے مرید صادق ہیں اور حضرت مرزا صاحب نے کرشن جی مہاراج کے اوتار ہونے کا دعوٰے کیا تھا اور کرشن جی مہاراج کی زبان ملیچھوں کی زبان یعنے اردو نہ تھی۔ اس لئے ہم نے لفظ "خفا" کی ہندوانہ صورت "کپا" لکھدی۔ اس سے محض مرزا صاحب آنجہانی کی روح کی خوشنودی منظور تھی نہ کچھ اور۔ اب آپکو معلوم ہوا ہوگا کہ "فصیح اور بلیغ اردو" ہم نے کس کتب میں پڑھی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب سے خطاب

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ جو تحریری مباحثہ جاری تھا وہ گذشتہ اشاعت میں ختم ہوگیا۔ اسکے متعلق مسیحیوں اور نیز مسلمانوں کی طرف سے بہت سے خطوط موصول ہوئے ہیں منجملہ ایک نظم ہے جو ہمارے دوست مسٹر پی۔ این جھوت بی۔ اے نے ارسال فرمائی ہے۔ ہم اسے ذیل میں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں:-

آتا ہے رحم مجھکو ترے حال پر ثنا
برباد تو نے پڑھکے قرآن کر دیا

اہلحدیث بننے کا دعوٰے کیا عجب
یعنی کہ بدگمانی کا سامان کر دیا

تیری حدیث فہمی پہ صد آفریں کہیں
تفسیر کر کے عقل کو قربان کر دیا۔

اور دل کو راہ حق سے جو برگشتہ کر دیا
کہنے لگا وہ دیکھو مسلمان کر دیا

میدان چھوڑ بھاگا ذرا دیکھنا کدھر
ہم نے جو اُسکے سامنے سلطان کر دیا

معنوں کو اُلٹ پلٹ کے اُٹھایا جواب
یعنے کہ اپنے جہل کا اعلان کر دیا

دیتا نہیں جواب کسی بات کا بھی وہ
دیکھو تو کس طرح اُسے بے جان کر دیا

شیخی کا تیری خاتمہ کیا ہوگیا ہے
واحد کے ایک لفظ نے حیران کر دیا

جنکی رسائی محض ہو چند حدیث تک
کس نے اُنہیں حدیثوں کا پردھان کر دیا؟

سارے جہان کے واسطے پیغام ہو
عیسٰے نے اپنے آپ کو قربان کر دیا

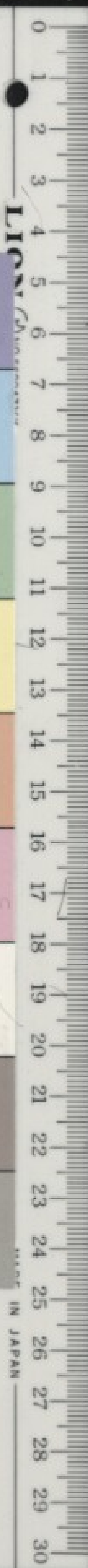
گر اُس کے پاس آئے تو دوزخ کا ڈر نہ ہو
جس نے ہے تجھکو یونہی پریشان کر دیا

اہلحدیث کے کمزور مضامین

دوسرا ایک خط ہے جو عالیجناب ڈاکٹر صادق علی صاحب کی طرف سے موصول ہوا ہے۔ جس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے جواب کے متعلق عدم اطمینان کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور یہ خواہش ظاہر کی ہے کہ خود ڈاکٹر صاحب موصوف نے ہمارے سوال "میں کیوں مسیحی ہوگیا" کا جواب لکھینگے۔ ہم اس خط کو بجنسہ ذیل میں درج کرتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ جناب جیسے محققین کے لئے نور افشان کے صفحات ہمیشہ کھلے ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا خط حسب ذیل ہے۔

"مکرم بندہ جناب ایم کے خانصاحب۔

السلام علیکم۔ جناب نے ایک خط میں لکھا تھا کہ جناب سلطان محمد خانصاحب "میں کیوں مسیحی ہوگیا" کا اردو ترجمہ کرنے والے ہیں۔ مگر وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں کے جواب



حکم پر کچھ کتاب کو کامل شکل میں لکھیں۔ چونکہ اہلحدیث نے جو کچھ لکھا ہے میرے نزدیک ان کو اپنی کتاب کے کامل کرنے میں وہ زیادہ مدد نہیں دیگا۔ میں بحث کرنی تو پسند نہیں کرتا البتہ اگر حق جوئی اور حق شناسی کی غرض سے پادری صاحب ممدوح اپنی کتاب کو مکمل کرنا چاہیں تو میں جہاں تک کچھ سکتا ہوں انکی خدمت کرنے کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن میری ایک گزارش منظور ہوجائے تو امید ہے کہ ایسی تحریر سے واقعی فایدہ ہوسکتا ہے۔ وہ یہ کہ میں جو کچھ لکھوں اسکو زرافشان میں درج کردیا کریں اور اس کا جواب بھی ساتھ ہی لکھدیا کریں اور جب یہ مضمون ختم ہوجائے تو پھر زرافشان اور دوسرے مقامات سے نکالکر ایک مکمل کتاب لکھدیں تو امید ہے بڑی مفید کتاب ہوجائیگی۔ آپ کا یہ فرمانا تو بجا ہے کہ زرافشاں کے لئے بہت مضمون آتے رہتے ہیں۔ مگر جب اہلحدیث جیسے کمزور مضامین کی طرف پادری صاحب ممدوح توجہ فرماتے ہیں تو تھوڑی سی توجہ دوسرے غریبوں کی طرف بھی کرلیا کریں تو ان کی بلند نظری اور علو مرتبت کے خلاف نہ ہوگا۔"

بندہ صادق علی

قصیدہ دعائیہ

(از نتیجات قلم غریب رقم مسز محمد یوسف صاحبہ احقر)

پلا جام محبت وہ مجھے مستانہ جو کردے
سرا آباد اے مرشد دل ویرانہ تو کردے

مئے اُلفت سے اے ساقی مرا پیمانہ تو بھردے
مسیحا کی صدا نکلے اگر مستانہ تو کردے

پلادے مجھکو اے ساقی کرم سے بادۂ گلگوں
خدارا بزم عالم سے مجھے بیگانہ تو کردے

حباب بحر محبت میں ہوں تو تو دریائے رحمت ہے
الٰہی اپنی اُلفت میں مجھے دیوانہ تو کردے

فنا ہو کر بقا پاؤں ترے ہی عشق و الفت میں
مسیحا خاک کو میری اگر پیمانہ تو کردے

جو دم احقر کا نکلے تو مسیح کے ذکر میں نکلے
صدف میں بحر وحدت کے مجھے دردانہ تو کردے

خاص مضامین

کتب عہد جدید کی صحت

پر

ایک محققانہ نظر

۱۶

ابتدائی مسیحی مصنفین اور انجیل جلیل کا متن

ہمارے پاس انجیل جلیل کے صحیح متن کو معلوم کرنے کے لئے نہ صرف چار ہزار سے زیادہ قلمی نسخے اصل زبان یونانی میں ہیں۔

ناظرین کرام کو

عید قیامت

مبارک ہو

اور نو ہزار کے قریب قدیم قلمی نسخے مختلف ممالک کی زبانوں کے ترجموں کے ہیں بلکہ ہمارے پاس ابتدائی مسیحی مصنفین کی تحریرات بھی موجود ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ ہر مسیحی مصنف جو اپنے عقیدہ کی اشاعت اور دیگر عقاید کی تردید میں لکھتا ہے وہ انجیل جلیل کے حوالے اپنی کتاب میں ضرور دیتا ہے۔ ابتدائی مسیحی مصنفین میں ہم نہ صرف راسخ الاعتقاد مسیحیوں کو ہی شامل کرتے ہیں بلکہ اہل بدعت کو بھی شمار کرتے ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دونوں اقسام کے مسیحی ایک دوسرے کے عقائد کو از روئے انجیل باطل قرار دیتے تھے۔ لہٰذا وہ انجیل کتب کا اقتباس اپنی تصنیفات میں ضرور کرتے تھے۔

پس جس طرح ابتدائی مسیحی مصنفین مشرکین کے عقائد کی تردید میں اور مسیحیت کے عقاید کی صداقت میں انجیل جلیل کے حوالوں کا ذکر کرتے تھے۔ اسی طرح وہ ایک دوسرے کے عقاید کی صداقت اور تردید میں انجیل شریف پیش کرتے تھے۔ لہٰذا ہم ان قدیم مسیحی مصنفین کے انجیل حوالوں اور اقتباسات کا مطالعہ کرکے معلوم کرسکتے ہیں کہ آیا جو الفاظ و آیات اُس قدیم زمانہ میں انجیل میں پائی جاتی تھیں وہ وہی ہیں جو دور حاضرہ میں پائی جاتی ہیں یا کہ نہیں۔ اور یوں ہم بے شمار گواہوں کو انجیل شریف کے صحیح متن کو معلوم کرنے کے لئے طلب کرسکتے ہیں۔

اس سے پیشتر کہ ہم ان گواہوں میں سے بعض کو طلب کریں ایک امر کا ذکر کرنا خالی از فایدہ نہ ہوگا۔ پہلی تین صدیوں میں جیسا ذکر ہوچکا ہے۔ انجیل جلیل کی کتب طوماروں پر لکھی جاتی تھیں اور ان میں ابواب و آیات کی تقسیم موجود نہیں تھی۔ لہٰذا ایک مصنف کو حوالہ نکالنے اور اس کو دیکھنے اور پھر دیکھکر نقل کرنے میں بہت وقت پیش آتی تھی۔ یہ ایسا ہی ہے جس طرح فی زمانہ اگر کسی کے پاس بائبل کی کنکارڈنس یا کاپیدا کتاب موجود نہ ہو اور اس کو آیت کے الفاظ یاد ہوں۔ لیکن یہ یاد نہ ہو کہ فلاں کتاب کے کس باب کی کونسی آیت ہے تو صحیح الفاظ کو نقل کرنے کے لئے اس کو وہ پوری کتاب دیکھنی پڑیگی اور بہت وقت ضائع ہوگا۔ لہٰذا وہ وقت کو بچانے کی خاطر جس طرح آیت اسکو یاد ہے وہ حافظہ سے لکھدیگا۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ آیت کے الفاظ درحقیقت وہی لکھے ہوں جو اسکو یاد ہوں۔ مثلاً چند روز ہوئے میرے ایک دوست نے ایک مشہور آیت کو حافظہ سے یوں نقل کیا "جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی طرح چھوٹا بنائیگا وہی خدا کی بادشاہت میں بڑا ہوگا"۔ میں نے عرض کی کہ اس آیت میں تین غلطیاں ہیں۔ اور جب متی کی انجیل کو کھولا تو میرا قول صحیح نکلا۔ وہاں لکھا تھا۔ "پس جو کوئی اپنے آپ کو اس بچے کی مانند چھوٹا بنائیگا وہی آسمان کی بادشاہت میں بڑا ہوگا" (۱۸: ۴)۔

چونکہ میرے دوست نے حافظہ سے نقل کیا تھا وہ آیۂ شریفہ میں تین غلطیاں کرگیا یعنی پہلا لفظ "پس" چھوڑ گیا اور مانند کی جگہ طرح لکھ گیا۔ اب وہ بیس الفاظ کی ایک آیت میں تین غلطیاں کرگیا مگر ان غلطیوں سے آیت کے مفہوم میں کوئی فرق نہ پڑا۔

برکت اللہ

مراسلات

تصلیب مسیح کے شواہد اربعہ

(از قلم عالیجناب پادری وزیر چند صاحب بی۔اے)

چار گواہوں کے بیان اور اُن پر جرح

مسیح یسوع کو خدا نے جلایا جس کے ہم سب گواہ ہیں (اعمال ۲/۳۲)

تاریخ میں سب سے بڑا واقعہ مسیح کا مُردوں میں سے جی اُٹھنا ہے۔ یہ واقعہ نرالا اور بے مثال ہے۔ اگرچہ مورخوں نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ اور دنیوی تاریخ میں اس نہایت ہی غیر معمولی واقعہ کو کوئی جگہ نہیں ملی۔ تو بھی مسیحی دینی مورخوں نے اس کو بہ تفصیل لکھا ہے مسیح کے رسولوں نے اسکی منادی کی۔ بلکہ اپنی زندگی سے اسکو ثابت کیا ہے۔ اور جب کبھی ضرورت پڑی اپنی شہادت سے اُسکی حقیقت پر مُہر کی۔ آج تقریباً دو ہزار برس کے عرصہ میں صلیب ہی مسیحی مذہب کی مرکزی صداقت بنی رہی ہے باوجود اس کے بہت سے ثبوتوں سے مسیح کا زندہ ہونا ثابت ہو چکا ہے۔ لوگ ہر زمانہ میں اسکی مخالفت کرتے رہے ہیں اور ان ثبوتوں اور گواہیوں کو جن سے اُس کا جی اُٹھنا پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے نہ مان کر اس حقیقت سے انکار کرتے ہیں۔ بلکہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ مسیح مر نہیں گیا۔ بلکہ بیہوش ہو گیا اگر مر بھی گیا تو جی بھی نہیں اُٹھا بعض یہ کہتے ہیں کہ اُنکو جو اُسکی منادی کرتے تھے اور بعضوں نے اسبات کو اُٹھایا کسی قسم کا آنکھوں کا دھوکا ہوا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس مضمون میں میرا مقصد یہ ہے کہ وہ چار گواہیاں پھر آپ کے سامنے پیش کروں یعنی ایسے شخص جو اس حقیقت کے گواہ ہیں۔ اس لئے میں ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ تختِ عدالت پر بیٹھیں میں آپ کے سامنے چار گواہ پیش کرتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ آپ خود فیصلہ کریں۔

پہلا گواہ

ع۔ تمہارا نام کیا ہے؟

گ۔ میرا نام مریم مگدلینی۔

ع۔ تم کیا گواہی دیتی ہو؟

گ۔ میں بدکار عورت تھی۔ مجھ میں بد روحیں تھیں۔ ایک دن میں نے ایک ربی کی باتیں سُنیں جنہوں نے میرے دل پر بہت اثر کیا۔ تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ یسوع ناصری ہے۔ اس نے مجھ میں سے بد روحوں کو نکال دیا اور چنگا کیا۔ میں چند اور عورتوں کے ساتھ بہت دفعہ اس کے ساتھ ساتھ رہی ہوں اور اُسکی خدمت کی ہے جب یروشلم کے لوگوں نے اُسے صلیب پر چڑھایا تھا میں وہاں موجود تھی میں نے اُسے صلیب پر لٹکے ہوئے دیکھا تھا میں وہیں تھی جب اُسے اُتارا اور لے گئے۔ میں نے دریافت کر لیا تھا کہ اُسے کہاں دفنائینگے۔ میں بہت صبح مع چند عورتوں کے قبر پر پہنچی مگر سوائے دو چمکدار پوشاک پہنے ہوئے شخصوں کے میں نے کسی اور کو نہ دیکھا قبر خالی تھی جب میں مایوس ہو کر واپس آنے لگی تو میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کو میں نے پہلے مالی سمجھا مگر میں سنبھل گئی میں نے اُسکی آواز پہچانی اور جان گئی کہ یہ میرا خداوند مسیح ہے۔

ع۔ کیا تمہیں یقین ہے کہ یہ شخص وہی یسوع ناصری تھا جو صلیب پر لٹکایا گیا تھا؟

گ۔ ہاں کیونکہ میں اس سے بخوبی واقف تھی اور اسکو پہچان کر اس سے باتیں کی تھیں۔

ع۔ شاید تم عورت ہونے کے باعث گھبرا گئی ہو حقیقت میں تم نے کچھ نہیں دیکھا۔

گ۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ میں عورت ذات ہوں فطرتاً گھبرا جاتی ہوں۔ مگر جس مسیح کو میں نے زندہ شدہ دیکھا اُسی کو ہمارے ساتھ کے آدمیوں نے بھی دیکھا اور ہمارا مشاہدہ آپس میں ملتا ہے۔

تاہم اس بات کا فائدہ کہ عورت گھبرا جاتی ہے۔ ہم معترض کو دیتے ہوئے ایک اور گواہ پیش عدالت کرتے ہیں۔

گواہ دوئم

ع۔ تمہارا نام کیا ہے؟

گ۔ شمعون پطرس۔

ع۔ تم اس معاملہ کے متعلق کیا جانتے ہو۔

گ۔ میں ایک غریب ان پڑھ گلیلی مچھوا تھا۔ میرا بے جا جوش مجھے بہت دفعہ میرے ہم پیشہ ماہی گیروں کے ساتھ لڑائی جھگڑے میں پھنسا دیا کرتا تھا۔ اس یسوع ناصری نے میری توجہ کو ایک دو دفعہ کھینچا۔ میں نے چند دفعہ اسکی باتیں بھی سُنیں۔ ایک دن میرے بھائی نے بتایا کہ یہ وہی ہے جسکی بابت توریت اور نبیوں کی کتابوں میں ذکر ہوا ہے۔ ایک دن ہم مچھلی پکڑ رہے تھے کہ یہی یسوع ناصری آیا۔ اس کے عجیب کام دیکھکر میں حیران تھا جب اس نے مجھ سے کہا کہ میرے پیچھے ہو لے۔ میں سب کچھ چھوڑ اُسکے پیچھے ہو لیا۔ تین سال میں اس کے ساتھ دن رات رہا جب اسکو پکڑ کے سردار کاہن کے ہاں لے گئے میں وہاں تھا جب اسکو صلیب پر چڑھایا گیا۔ میں جانتا تھا۔ اس سے تیسرے دن میں اور یوحنا قبر پر گئے۔ ہم نے قبر کو خالی دیکھا۔ بعد ازاں مسیح کو میں نے جھیل گلیل کے کنارے دیکھا۔ میں نے اس سے باتیں کیں۔ ہم نے اکٹھا کھایا اور پیا۔ اور یہ پہلی دفعہ اُسے نہیں دیکھا۔ بلکہ اس سے پیشتر بھی کئی دفعہ اُسے مُردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد دیکھا تھا مجھے پورا یقین ہے کہ مسیح خداوند فی الحقیقت جی اُٹھا ہے۔

معترض۔ جناب عالی۔ یہ دو گواہ یسوع ناصری میں خاص دلچسپی رکھتے ہیں اور اگرچہ میں اُن کی گواہی پر شک نہیں لاتا پر مجھے خطرہ ہے کہ یہ ہر دو گواہان خوش اعتقاد ہیں۔ جو کچھ سُنا یقین کر لیا۔ کوئی بے غرض گواہ پیش

گواہ سوئم

ع۔ تمہارا نام کیا ہے؟

گ۔ مجھے ساؤل ترسیسی کہتے تھے۔ آجکل میرا نام پولوس

ع۔ تم اس معاملہ کے متعلق کیا جانتے ہو؟

گ۔ میں یروشلم میں گملی ایل کے مدرسہ میں تعلیم پاتا تھا۔ میں نے سنا تھا کہ ایک فرقہ جو حال ہی میں اُٹھا ہے جو شریعت کے برخلاف تعلیم دیتا ہے۔ جب میں صدر مجلس کا ممبر تھا۔ جس کے سامنے اس فرقہ کا معاملہ پیش ہوا اور میں نے سارے زور سے اسکی مخالفت کی۔ ایک دفعہ ایک شخص اس فرقہ کا ہماری عدالت کے سامنے پیش ہوا۔ اس پر کفر کا الزام لگا۔ اور پتھراؤ کرنے کا فتویٰ دیا گیا میں گواہوں کے کپڑوں کی حفاظت کرتا تھا۔ میں نے اس شخص کو



ہوتے دیکھا۔ وہ نہایت ہی متانت سے کھڑا رہا اور اس کے چہرے سے ایک عجیب قسم کی روشنی ٹپکتی تھی۔ اُس نے مجھ پر بہت اثر کیا۔ پر میں نے مصمم ارادہ کیا کہ اس فتنہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ دونگا۔ ایک دفعہ جب میں دمشق کی طرف اس دُھن میں جا رہا تھا راستے میں میں نے ایک عجیب روشنی دیکھی۔ میں اندھا ہو کر زمین پر گر پڑا میں نے ایک آواز سنی۔ میں نے جواب دیا خداوند تو کون ہے۔ جواب ملا کہ میں یسوع ہوں جسے تو ستاتا ہے میں نے اس سے باتیں کیں۔ میں نے اُس کے نام سے بپتسمہ لیا۔ اور اب مجھے ذرا بھی شک نہیں ہے۔ میں نے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے اُسکی آواز سنی۔ تجربہ سے اسکو جانتا ہوں۔ میری زندگی میں جو تبدیلی ہوئی ہے میں یقین کرتا ہوں کہ جلالی یسوع کی وساطت سے ہے۔

ع۔ شاید تم نے کوئی نرالی کہانی گھڑ کر شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

گ۔ ہرگز نہیں۔ اگر میں دیدہ دانستہ ایسی کہانی گھڑتا تو میں اتنا تو علم رکھتا تھا کہ میں اپنے آپ کو اس نفرتی فرقہ میں ملا رہا ہوں جس کے خلاف خود میں نے جہاد جاری کر رکھا تھا۔ پھر اگر میں نے اس غرض سے یہ کہانی بنائی تھی تو مجھے شہرت تو نصیب نہ ہوئی۔ اُلٹا میں اس کے لئے عذاب میں پڑا ہوں۔ لوگ مارنے کو تیار ہیں۔ میں ستایا جاتا ہوں۔ میری دنیوی عزت اور عہدہ سب مجھ سے چھن گیا ہے ہیں صاحب! میں نے ایک حقیقت کو دیکھا ہے اور خون کا آخری قطرہ بہنے تک بھی اسکی تصدیق کرتا رہونگا۔

گواہ چہارم

ع۔ تم کون ہو اور تمہارا عہدہ کیا ہے؟

گ۔ میں اٹلی میں پیدا ہوا اور یروشلم میں پلاطوس حاکم کے نیچے عہدہ صوبہ داری پر تعینات تھا۔ پلاطوس حاکم کی طرف سے مجھے حکم ملا تھا کہ میں تین مجرموں کو صلیب پر کھینچوں میں نے اُس کتبے کو پڑھا تھا جو یسوع ناصری کی صلیب پر لٹکایا گیا تھا۔ میں نے اس کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔ اُن تمام واقعات کا نوٹ کیا تھا جو اُسوقت واقعہ ہوئے۔ میں نے اسی یسوع کو ایک ساتھی چور سے کہتے بھی سنا تھا کہ آج تو میرے ساتھ بہشت میں ہوگا۔ میں جانتا ہوں کہ یہ شخص ہرگز مجرم نہیں تھا۔ میں یقین کرتا ہوں کہ وہ خدا کا بیٹا تھا۔

ع۔ پر اُسکے جی اُٹھنے کی بابت تم کیا جانتے ہو؟

گ۔ حاکم پلاطوس نے شاہی فرمان بھیجا تھا کہ ایک گارد اُس یسوع کی قبر پر تعینات کرو۔ میں نے خود سپاہی اس قبر پر تعینات کئے تھے۔ اور اسکی حفاظت کے وہ ذمہ وار تھے۔ بعد ازاں اُن سے میں نے معلوم کیا کہ کیا واقعہ ہوا اور جب وہ مجھے بتا رہے تھے تو ایک عجیب چکا چوندی کی روشنی مجھ پر پڑی اور میں بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش آئی تو میں نے قبر کو خالی دیکھا اور واپس شہر میں آکر اسبات کا چرچا فریسیوں اور سردار کاہن سے کیا۔ اس نے کہا کہ اسکی بابت تم کچھ نہ کہو ہم تم کو راضی کرینگے۔ اور اگر کبھی گورنمنٹ کے سامنے مشکل بن آئے تو ہم بچا لینگے۔

ع۔ کیا رومی سپاہی کبھی اپنی نوکری میں سوجاتا ہے؟

گ۔ ہرگز نہیں۔ اسکو معلوم ہے کہ اُسکی سزا موت ہے

ع۔ تو کیا تمہارے سپاہی سو گئے تھے؟

گ۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ ایک غیر معمولی طاقت اور اثر نے ہم پر غلبہ حاصل کیا۔

ع۔ تم خود اس مسیح کے جی اُٹھنے کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو؟

گ۔ میں جانتا ہوں کہ ہمارے سپاہی جاگتے رہے اور ہم سے کوئی شخص اُسکی لاش کو چرا کر لے جانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔ جو کچھ میں اس (خدا کے بیٹے) کی نسبت جانتا ہوں اس سے مجھ کو یقین ہے کہ وہ جی اٹھا ہے۔

(شہادتیں ختم ہو گئیں اور جرح ہو چکی)

ناظرین۔ یسوع ناصری اب بھی دنیا کی عدالت کے سامنے مجرم کی حیثیت میں کھڑا ہے۔ ہیں اور آپ اسکے گواہ ہیں۔ گواہ سے مراد یہی نہیں کہ کسی نے آپ سے گواہی مانگی تو دے دی اور پھر آپ کی بلا سے۔ خواہ اس کا معاملہ ثابت ہو یا نہ ہو۔ نہیں بلکہ گواہی سے مراد یہ ہے کہ ہم نے جواب دہی کرنی ہے مسیح کو سچا زندہ اور قوت دلانے والا نجات دہندہ ثابت کرنا ہے۔ ہماری ذمہ داری ہے۔ ہمیں اُس کے ڈیفنس پر کھڑا ہونا ہے۔ اب بتائیں آپ کی گواہی کیا ہے؟ کیا پولس رسول کی گواہی آپ کی ہے؟ کہ "میں جانتا ہوں کہ مسیح جی اُٹھا ہے۔ کیونکہ اُس نے میری زندگی میں اسقدر بڑی تبدیلی پیدا کی ہے۔ وہ زندہ ہے"۔ خبردار کہیں آپ کی گواہی سے مسیح کی عزت کو داغ نہ لگے۔ اپنی زندگی کی گواہی سے اسکی جوابدہی پر کھڑے ہو +

ایسٹر

(از قلم فیض رقم عالیجناب منشی کیدار ناتھ صاحب مت)

لائے ہو تذرانہ میں کیا ایسٹر کیواسطے
ایسٹر خود ہے مسیح اہلِ نظر کیواسطے
کیونکہ ہمارا بھی فسح یعنی مسیح قربان ہوا (۱ قرنتھیوں ۵)

اہل ہنود کے تیوہار ہندوؤں میں بکثرت تہوار منائے جاتے ہیں اُن کا شمار کون کرے۔ کیونکہ ان تہواروں میں زیادہ تر ایسے ہیں جو صرف عورتوں تک ہی محدود ہیں۔ باقی جن میں مرد عورت دونوں ہی شامل ہوتے ہیں ان میں بڑے بڑے اور مشہور ہولی۔ دیوالی۔ دسہرہ۔ بسنت وغیرہ ہیں۔ اگر غور کرو تو معلوم ہو سکتا ہے کہ قریباً کل تہوار خوشی کے ہیں۔ ان میں غمی کا کوئی تہوار نہیں ہے۔ شاید کنوار کے پہلے پکش یعنی پندرہ یوم پر دادے اور جس تک غمی پر منحصر ہیں۔ ان پندرہ دنوں میں ہندو برادران اپنے متوفی باپ دادے پردادے اور نانا وغیرہ کو جو گذر گئے ہوں روزانہ پانی دیتے ہیں۔ اور کسی خاص تتھ (تاریخ) پر جب کہ اُن کا باپ یا دادا کوئی فوت ہوا ہو۔ شرادھ یعنی برہمنوں کو کھلاتے اور دکشنا نقدی اس کے نام پر دیتے ہیں۔ ان دنوں میں نہ تو نہاتے ہیں نہ کپڑے بدلتے ہیں۔ پوری ماتمی رسم بجا لاتے ہیں۔ ان دنوں میں انکو کوئی خوشی کرنا منع ہے۔

اہل اسلام میں اتنے تیوہار نہیں ہیں جتنے کہ ہندوؤں میں ان کے بڑے بڑے تہوار عید۔ بقر عید۔ محرم ہیں۔ اور شب برات بھی جس میں آتشبازی زیادہ تر چھوڑی

جاتی ہے۔ عید الفطر یعنی کھانے کی عید۔ اس کا نام یہ اس لئے مقرر ہوا ہے کہ اس سے ایک یوم قبل۔ ماہ رمضان کو جو کم رمضان سے شروع ہے، روزہ داری موقوف ہو جاتی ہے۔ اس کی خوشی میں اس دن عیدگاہ میں نماز ادا کرتے ہیں۔ گھروں میں سویاں پکا کر کھاتے ہیں۔ اسی لحاظ سے اسے میٹھی عید بھی کہا جاتا ہے۔

بقر عید۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند ارجمند کے مینڈھے کی قربانی کی یادگار میں اہل اسلام بھی قربانیاں کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ شب برات گو کہ ایک طرح سے خوشی کا دن نہیں مگر وہ باپ دادوں کی فاتحہ خوانی ہوتی ہے جنگ احد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان شریف شہید ہوا تھا اور نیز حضرت اویس قرنی رحمت اللہ علیہ نے اس شبہ میں کہ نہ معلوم کون سا دانت شہید ہوا غلبۂ محبت میں بتیسوں دانت تڑوا ڈالے تھے۔ اہل اسلام حلوے پر ان کی نذر و نیاز بجا لاتے ہیں۔ آتشبازی غالباً جنگ میں صدائے توپ و تفنگ کی شبرات میں وکالت کرتی ہے۔ لیکن اس میں کوئی خوشی نہیں ہے گو کہ دستور پرستی کے سبب سے غمی محسوس نہیں ہوتی۔ صرف ایک محرم ہی ایسا تیوہار ہے جو واقعی غمی کا تہوار ہے۔ اس تہوار کے منائے جانے کے طرز میں شیعہ سنی کا امتیاز نمایاں ہوتا ہے۔ حضرات شیعہ درحقیقت اور واقعی اس تہوار پر پوری پوری غمی مناتے ہیں۔ چاند رات سے مرد و عورت پان کھانا چھوڑ دیتے ہیں۔ زمین پر لیٹتے ہیں۔ سیاہ کپڑے پہنتے ہیں اور ویسا زار و قطار پھوٹ پھوٹ کر روتے ہیں کہ سننے والوں کی چھاتی پھٹتی ہے بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں۔ بلکہ بعض حالات میں طرز ماتم چھاتی پیٹنا، زنجیر دل سے پشت زنی کرنا بناوٹی صورت پیدا کر دیتا ہے۔ تاہم بمقابلہ اہل سنت ہم انہیں معذور رکھتے ہیں۔ کیونکہ یہاں کچھ حقیقت ہے اور وہاں اس کی نقل جو اصل سے بالکل مطابقت نہیں رکھتی۔ اس تہوار میں کوئی خوشی نہیں۔ یہاں تک کہ غیر مسلموں کو بھی مجبور کیا جاتا ہے کہ محرم کے ۱۰ ایام میں شادی بیاہ کے وقت باجہ نوازی بند کر دیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم کو بھی مسلمان بھائیوں نے منادی کے وقت باجہ بجانے سے بند کیا۔ اور ہم نے بخوشی ان سے یہ کہہ کر کہ بھائیو ہمیں خیال نہیں رہا تھا کہ آج محرم کی پہلی ہے۔ ورنہ ہم خود باجہ کو ملتوی رکھتے باجہ اسی وقت بند کر دیا۔ کیونکہ مقدس بائبل فرماتی ہے کہ

"رونیوالوں کے ساتھ روؤ"۔ (رومیوں ۱۲: ۱۵)

مسیحی عید۔ مگر کیا سبب ہے کہ ہم مسیحی فسح کو عید مانتے ہیں۔ اس کے کئی سبب ہیں۔ اوّل یہ کہ جس طرح بنی اسرائیل اس عید کے دن پر مصر اور فرعون کی غلامی سے مخلصی یاب ہوئے تھے وہ اس خوشی میں ہمیشہ سال بسال اس عید فسح کو بڑی خوشی مناتے تھے۔ کیوں نہ مناتے یہ تھوڑی خوشی کی بات تھی کہ وہ سخت جانکاہ مصیبت سے نکل آئے؟ اور آزادی حاصل ہوئی۔ اس سے بڑھ کر کیا خوشی ہوگی؟ کیا آجکل ہندوستان میں نہیں دیکھتے کہ آزادی کے جوش میں لیڈر پھانسی تک پر کھیل جاتے ہیں۔ یہ بڑی نعمت ہے بلکہ انسان کا پیدائشی حق۔ جو گناہ کے وسیلہ شیطان نے اُن سے غصب کر لیا۔

دوم مسیحیوں کو نبوتوں۔ پیش خبریوں اور بزرگوں کے حالات سے کامل یقین ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی موت سے ہم کو گناہ اور موت سے مخلصی ملتی ہے۔ آہ! یہ گناہ اور اسکی خباثت انسان کی جبلت میں کیسی گھل مل گئی ہو کہ بدی تو بدی انسان کی نیکی بھی گندی دھجی ہے۔

صلیبی موت اور گناہ پر فتح۔ سوم یہی نہیں کہ خداوند یسوع کی صلیبی موت سے گناہ پر فتحیابی حاصل ہوتی ہے اور روح القدس کے وسیلہ ہم پاکیزگی میں ترقی کرتے جاتے ہیں بلکہ ہمارا خداوند تیسرے روز مُردوں میں سے جی بھی اٹھا اگر کسی انسان کا باپ یا ماں یا بھائی یا بیٹا یا اور کوئی رشتہ دار مُردوں سے جی اُٹھے تو اُسے کتنی خوشی حاصل ہوگی؟ ایسی سے پوچھو جس کا مریض جسے بڑے بڑے ڈاکٹر جواب دے چکے ہوں وہ کسی دوا سے چنگا ہو جائے تو ہندوستان میں یہ دستور ہے کہ رشتہ دار صدقہ لٹاتے ہیں محتاجوں کو خیرات دیتے ہیں اور ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے ہیں کہ خدا کا شکر کہ تمہارا عزیز مرنے کے منہ سے بچ گیا لیکن ہمارے خداوند کی موت ایک ایسا دردناک واقعہ ہے۔ جس کی نظیر تاریخ دنیا میں نہیں مل سکتی۔ یہ موت خداوند کی اکیلی موت نہ تھی۔ بلکہ کل جہان کی موت (یہ روزانہ تجربہ ہے معلوم ہے کہ ایک حقیقی خیرخواہ رعایا بادشاہ کتنے بوجھ کے نیچے دبا ہے۔ ایک کلکٹر ایک ضلع کے کل سوانحات اور حادثات سے کھانا پینا ایک مشکل سے کھا سکتا ہے۔ خاندان کا مہتم جیسے سب کے کھانے پینے کپڑے صحت و بیماری کے کل اخراجات کی فکر دبائے ڈالتی ہے) یہی سبب تھا کہ گتسمنی میں دعا کے وقت یہ بوجھ ہمارے خداوند کو ایسا دبا رہا تھا کہ اس کا پسینہ لہو کی بوندیں ہو کر ٹپک رہا تھا۔ علاوہ اس سب کے چار روزہ کا بھوکا پیاسا جسے کمبخت ظالموں نے ایک دانہ چکھنے کو ایک بوند پینے کو نہ دی ہو۔ چو مازیانوں کی ضرب سے ادھ موا ہو رہا ہو۔ جس سے بایں کمزوری ناتوانی صلیب اٹھوائی گئی ہو۔ جیسا ایک دیوانہ مسیح خود مسیح سے پوچھتا ہے

گل سے کہیں تر نازک بدن
تو نے کیسے اُٹھائی صلیب

آہ کلیجہ منہ سے نکل آنے کا وقت ہے۔ پھر ہاتھ پاؤں میں کیلوں کا جڑا جانا۔ دشمنوں کی لعن طعن۔ فریسیوں کے ٹھٹھوں میں اُڑا دیا جانا۔ عزیز و اقارب میں سے ایک کا بھی پاس نہ ہونا۔ یہوداہ کی بیوفائی جگ ہنسائی تڑپ کر جان دینا۔ پسلی میں بھالا مارا جانا۔ چنانچہ ایک مسیح کا شیدائی کہتا ہے

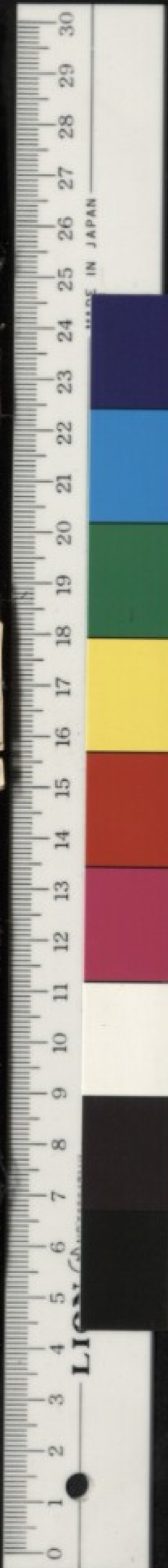
کیسا مارا گھسکر ہائے ہائے
تیری پسلیوں میں بھالا

کیا دفن ہو کر تیسرے روز زندہ ہونا خوشی کی بات نہیں! انہیں وجوہات سے خداوند کے سارے دکھ درد اس خوشی میں متبدل ہو جاتے ہیں جو ہم مناتے ہیں۔ عید فسح ہمارے لئے سلامتی ہے اور عید قیامت یعنی ایسٹر باعث مبارکبادی

رباعی

بھاری ہے یہ دنیا کا سفینہ دیکھو
شل بازو ہوئے جاتے ہیں سینہ دیکھو
اُف گتسمنی باغ میں یسوع کی یہ حالت!
آنکھوں سے ہے خوں جاری پسینہ دیکھو

ا۔ ن



قربان محبت

(از قلم غیرت رقم مسٹر موسلی خاں)

نپولین کی مایوسی۔ جن اصحاب نے نپولین بوناپارٹ کے حالات زندگی مطالعہ کئے ہیں وہ جانتے ہیں کہ تمام دنیا کو فتح کرنے کے بعد وہ کس قدر عظیم الشان لشکر جرار لیکر روس پر حملہ آور ہوا۔ اس کا ارادہ تھا کہ شہر ماسکو کو اپنا دارالسلطنت بنائے۔ جب وہ ساز و ہتھیار لیکر ماسکو کے قریب پہنچا تو اہل ماسکو شہر کو تہ آتش کرکے راہ فرار اختیار کر گئے جب نپولین وہاں پہنچا تو اُسکی مایوسی کی کوئی انتہا نہ رہی بتمام شہر جلکر خاکستر کا ڈھیر ہو چکا تھا اور کہیں کوئی آدمزاد نظر نہ آتا تھا۔ بجائے فتح و نصرت کی شادمانی کے اُسے اسقدر رنج و ملال ہؤا کہ اُلٹے پاؤں واپس پھرا۔ دنیا میں ہر چیز کا یہی حال ہے۔ انسان حصول اطمینان کے لئے جہاں کہیں بھی جائے اُسے کہیں پوری تسلی حاصل نہیں ہوتی۔ اور اگر انسان اپنی مراد کو پائے تو بھی تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ شہرت و ناموری کی بڑی سے بڑی دولت بھی اسے حقیقی راحت نہیں بخش سکتی۔

شہزادہ عامل۔ نپولین کی فوج میں شہزادہ عامل مشہور کپتان تھا جو ایک ہزار سپاہیوں کا کماندار تھا۔ اسکے حسن سلوک کا یہ عالم تھا کہ ہر ایک سپاہی اسے مال و جان سے عزیز رکھتا تھا جب فرانسیسی فوج روس سے مراجعت فرما ہوئی اُس وقت سردی کا موسم زوروں پر ہو گیا تھا اور روس کے موسم سرما کا یہ حال ہے کہ مارے سردی کے لوگ ٹھٹھر کر مر جاتے ہیں۔ واپسی پر ہزاروں سپاہی جو فتحمندی کے جوش مسرت کی توقع میں آئے تھے شدت برودت سے مر گئے۔ شہزادہ عامل کی فوج بیحد مبتلائے مصائب ہو گئی۔ اکثر سردی سے جان بحق تسلیم ہو گئے۔ اور بہتوں کو روسیوں نے موقع پا کر قتل کر ڈالا اور جو باقی بچے وہ دریائے برزینہ کو عبور کرنے لگے تو سب کے سب پانی میں بہ گئے اور صرف دس نفر کنارہ پر سلامت پہنچے۔

جانبازی۔ یہ باقیماندہ دس سپاہی اپنے افسر کے ساتھ ہو لئے اور عہد مصمم کیا کہ تادم واپسیں اپنے افسر کے ہمراہ رہینگے۔ کئی دنوں تک متواتر سفر کرتے گئے اور اس خوف کے مارے کہ سونے سے کہیں خون نہ جم جائے کہیں قیام نہ کیا۔ لیکن آخر کار تکان اسقدر غالب آگئی کہ اب ایک قدم آگے نہ چل سکتے تھے تب شہزادہ نے ان سے کہا کہ جب تک کہ مجھ میں ذرا بھی سکت سعی ہے میں کوشش کی کئے جا رہا ہوں۔ مگر اب تو میری آنکھیں خود بخود بند ہو رہی ہیں اور بیخوابی کی برداشت نہیں کر سکتا ناچار اب میں سوتا ہوں اور اگر خدا کو منظور ہؤا تو وہ مجھے صبح کو پھر اُٹھائیگا۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھا اور فوراً گہری نیند کے مزے لینے لگا۔ جب صبح ہوئی اور وہ اُٹھا تو کیا دیکھتا ہے کہ مٹی کی جھونپڑی میں پڑا ہے۔ اور جب غور سے نگاہ کی تو معلوم ہؤا کہ اسکی چھت اُسکے جانباز اور سوفادار سپاہیوں کے کوٹوں سے بنی ہوئی ہے۔ اُنہوں نے اُسے مبتلائے مصیبت دیکھنا پسند نہ کیا چنانچہ اُنہوں نے اپنے کوٹ اُتار کے اور اسکے لئے پناہ گاہ بنائی تاکہ وہ سردی کی شدت سے محفوظ رہے۔

اب وہ سوچنے لگا کہ سپاہی کہاں گئے اور یہ کوٹ مجھ پر کون ڈال گیا ہے۔ اور ان غریبوں کا انجام کیا ہؤا جھونپڑی سے نکل کر اُن کی تلاش میں روانہ ہو گیا اور تھوڑی ہی دور گیا تھا کہ ان کی لاشیں دکھائی دیں۔ معلوم ہؤا کہ بیچارے سردی سے لقمۂ اجل ہو گئے۔

شیدائیان محبت نے اپنے کپڑے اُتارے اور اپنے محبوب کے لئے ایک جھونپڑی بنائی اور خود کپڑوں کی کمی سے مر گئے۔ اب آپ خیال کریں کہ اُن کی سُکڑی ہوئی لاشیں دیکھکر اُس کے دل میں کیا کیا خیال آئے ہونگے۔

اس واقعہ پر نظر ڈالنے سے آپ کو محبت کی قربانی کی ایک بےنظیر مثال ملتی ہے۔ مگر یہ قربانی اپنے دوست کے لئے ہے اور یہی سب سے بڑی قربانی ہے جو دنیا آجتک پیش کر سکی ہے مگر **الٰہی محبت کا کمال** یہ ہے کہ

"جب ہم کمزور ہی تھے تو عین وقت پر مسیح بیدینوں کی خاطر مؤا۔ کسی راستباز کی خاطر بھی مشکل سے کوئی اپنی جان دیگا۔ مگر شاید کسی نیک آدمی کے لئے کوئی اپنی جان تک دینے کی جرأت کرے۔ لیکن خدا اپنی محبت کی خوبی ہم پر یوں ظاہر کرتا ہے کہ جب ہم گنہگار ہی تھے تو مسیح ہماری خاطر مؤا"۔ (رومیوں ۵ باب ۶ تا ۸)

مسیح کی محبت دنیا کی تمام محبتوں سے فایق ہے۔ اور محبت کی جو قربانی مسیح نے دی اُسکی نظیر تمام تاریخ عالم میں مفقود ہے۔ شہزادہ عامل کے سپاہی اس کے لئے اس لئے مر گئے کہ وہ ان پر مہربان تھا۔ مگر مسیح ہے کہ اپنے مخالفوں کے لئے مر گیا۔ اور اگر اب تک آپ نے اُسے نہیں مانا تو آپ اُسکے مخالف ہیں اور اگر آپ اُس پر ایمان لانے سے گریز کریں تو گنہگارانہ حالت میں ہی مر جاینگے اور اس صورت میں اُسکے مخالفوں کی جو سزا ہوگی آپ بھی اس کے سزاوار ہونگے۔ لیکن مسیح بیدینوں کی خاطر مؤا۔ چنانچہ پیشتر از انکہ ہم پیدا ہوئے۔ مسیح ہماری خاطر مؤا اور ہمارے اخذ یہ و دیگر گناہ کی سزا سے رہا کر کے اب آسمان پر بیٹھا ہے۔ جہاں سے اب وہ زندوں اور مُردوں کی عدالت کرنے کو آئیگا۔

فضل الٰہی۔ شہزادہ عامل نے اپنے سپاہیوں سے یہ نہ کہا تھا کہ میرے لئے جان دو جب وہ خواب میں تھا اور جانتا نہ تھا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ اُنہوں نے اپنے کپڑے اُتارے تاکہ وہ زندہ رہے۔ ایسے ہی مسیح نے اس بات کا انتظار نہ کیا۔ کہ ہم اُسکی تلاش کریں اُس نے اپنا الٰہی جلالی جامہ اُتارا اور آسمان سے اُتر آیا تاکہ اُس کے اُرکھلنے سے ہم بچنے ہوں اور اس کے صلیب پر جان دینے سے حیات جاودانی پائیں۔ دس بیس یا تیس سال تک ہم جو شیطان کی پیروی میں گناہ پر گناہ کرتے رہے ہیں اب بھی اگر توبہ کریں اور اس پر ایمان لائیں تو وہ اپنے خون کے وسیلے ہمیں بچانے کو تیار ہے۔ آپ اسے دل سے اپنا نجات دہندہ تسلیم کریں اور کہیں کہ

"مسیح مجھ میں زندہ ہے۔ اور میں جو اب زندگی گذرانتا ہوں تو خدا کے بیٹے پر ایمان لانے سے گذرانتا ہوں۔ جس نے مجھ سے محبت رکھی اور اپنے آپ کو میرے لئے موت کے حوالے کر دیا"۔ (گلتیوں ۲ باب ۲۰ آیت)

قطراتِ شبنم

(از اثر خامہ مسٹر ایم۔ الیف۔ نجم الدین صاحب۔ مدیر اخوۃ)

"اُس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان دوستوں کے لئے دیدے" (یوحنا ۱۵: ۱۳)

الٰہی محبت جب ہمیں محبت الٰہی کی وسعت معلوم کرنا ہو تو چاہئے کہ اپنی آنکھیں کوہ کلوری کی طرف اُٹھائیں۔ کیا ہم اُس جگر سوز اور المناک نظارہ کو اپنی آنکھوں دیکھتے ہوئے یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا نے ہمیں پیار نہیں کیا؟ دوستو! وہ صلیب ہی محبت الٰہی کی مظہر ہے کیونکہ جو درسِ محبت صلیب نے دنیا کو دیا ہے کہیں اور مل ہی نہیں سکتا۔ میں پوچھتا ہوں کہ وہ کون سی بات تھی جس نے خدا کو اپنا ابنِ وحید فدیہ میں دینے کے لئے مجبور کیا۔ ہاں اگر وہ محبت نہ تھی تو مسیح نے کیوں اپنی جان دنیا کے لئے دینا گوارا کی؟ "اُس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان دوستوں کے لئے دیدے۔" مگر مسیح نے اپنی جان اپنے دشمنوں کے لئے دی۔ مسیح نے اپنی جان اپنے قاتلوں کے لئے دی۔ مسیح نے تو اپنی جان اپنے نفرت کرنے والوں کے لئے دے دی۔ عزیزو! محبت ہی رُوحِ صلیب ہے۔ محبت ہی رُوحِ کلوری ہے۔ جب وہ اس پر استہزا اور طعن و تشنیع کر رہے تھے۔ تو اُس نے کیا کہا؟ "اے اب! انکو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔" بس یہی انتہائے محبت ہے۔ مسیح نے آسمان سے آگ نہ برسوائی کہ انہیں بھسم کر ڈالے۔ محض اس لئے کہ اس مجسمہ محبت کے پُرمحبت دل میں بجز محبت اور کچھ نہ تھا!

خداوند مسیح کی محبت "میں تمہیں اطمینان دیئے جاتا ہوں۔ اپنا اطمینان تمہیں دیتا ہوں۔ جس طرح دنیا دیتی ہے میں اُس طرح نہیں دیتا۔ تمہارا دل نہ گھبرائے اور نہ ڈرے" یوحنا ۱۴: ۲۷۔

جب مسیح صلیب پر جان توڑ رہا تھا تو اُس نے ایک وصیت کی۔ ناظرینِ کرام میں بہتیرے ایسے ہونگے کہ جنکے نام بھی کوئی وصیت نہیں چھوڑی گئی۔ لیکن آپ یقین جانئے کہ اگر آپ مسیح کی سلطنت کے ایک شریک ہیں تو اُس نے آپ کو اپنے وصیت نامہ میں بھلا نہیں دیا۔ اُس نے اپنی نعش مبارک یوسفِ ارمتیہ کو حوالے کئے جانے کی وصیت کی۔ اپنی والدہ مقدسہ کو یوحنا زبدی کے بیٹے کے سپرد کیا اور اپنی روح اپنے باپ خدا کے ہاتھوں میں سونپی۔ لیکن اپنے شاگردوں سے اس نے فرمایا "میں اپنا اطمینان تمہیں دیئے جاتا ہوں" یہی میری پونجی ہے اور اپنی خوشی تمہارے پاس چھوڑے جاتا ہوں۔ جائے غور ہے کہ وہ اپنی خوشی ہمیں دیتا ہے اور اپنا اطمینان ہمارا نہیں بلکہ اپنا!

لوگ کہتے ہیں کہ آجکل بھلا کونسا وصیت نامہ ہے جسے وکلا اپنے زورِ استدلال سے مسترد نہیں کر سکتے؟ چلئے میں اروئے زمین کے تمام وکیلوں اور قانون دانوں کو چیلنج ہے کہ وہ خداوند مسیح کے وصیت نامہ کو برطرف کر دکھائیں۔ یاد رکھئے کہ باوجود ہزار کوششوں کے کوئی جج یا جیوری اُسے رد یا خارج نہیں کر سکتی۔ کیوں؟ اس لئے کہ مسیح نے خود ہی تیسرے روز زندہ ہو کر اپنی وصیت کا اجرا کر دکھایا۔ اگر وہ سیم و طلا کا ایک کثیر خزانہ ہمارے لئے چھوڑ جاتا تو چوروں نے پہلی ہی صدی میں سب کا صفایا کر دیا ہوتا لیکن اُس نے اپنا اطمینان اور اپنی خوشی ہر ایک ایماندار کے لئے پیچھے چھوڑی اور جو سچ مچ صاحبِ ایمان ہے۔ اُس سے کوئی بھی زمینی طاقت یہ انعام نہیں چھین سکتی۔

مسیح مصلوب "ہم مسیح مصلوب کی منادی کرتے ہیں۔" ۱-کرنتھیوں ۱: ۲۳۔

ایک مرتبہ ایک بے ایمان شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا "کہ مسٹر موڈی! میں یوحنا اصطباغی کی زندگی کا مطالعہ کرتا رہا ہوں۔ میرے خیال میں تو اُس کی شخصیت مسیح سے کہیں ارفع اور اعلےٰ تھی۔ اگر آپ اُسکی منادی کیا کریں تو سچ مچ ایک بہتر کام کریں۔" میں نے اُسے کہا "میرے دوست۔ چلو تم یوحنا اصطباغی کی منادی کرو اور میں مسیح کی بشارت دیتا ہوں۔ پھر ہم دیکھینگے کہ ہم دونوں میں سے کون بہتر کام کرتا ہے۔" اُس نے جواب دیا "مگر کام تو یقیناً آپ ہی اچھا کرینگے۔ اس لئے کہ انسانی طبائع عموماً بڑی باطل پرست واقع ہوئی ہیں۔"

آہ! یوحنا کا سر کاٹا گیا اور اس کے شاگردوں نے اُسکی لاش طلب کی اور اُسے دفنا دیا۔ پر مسیح مُردوں میں سے جی اُٹھا۔ وہ اونچے پر چڑھا۔ اُس نے اسیروں کو اسیر کیا اور لوگوں کے واسطے ہدیے لئے۔ (زبور ۶۸: ۱۸)

مایوس موت "خدا نے موت کے بند کھول کر اُسے جلایا کیونکہ ممکن نہ تھا کہ وہ اُسکے قبضہ میں رہتا۔" اعمال ۲: ۲۴

خداوند مسیح کا لاشۂ مبارک مقبرہ ولحد میں رکھا جا چکا ہے اور بی موت اُسکی قبر پر آسن جمائے بیٹھی اور متکبرانہ انداز میں زبانِ حال سے یوں گویا ہے۔

"آہا! آخر میں نے اُسے پھانس لیا اور اب وہ میرے بس میں ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں قیامت اور زندگی ہوں۔ لیکن اب آہا! اب وہ خود میری آغوشِ سرد میں سو رہا پڑا ہے۔ لوگ تو یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ وہ کبھی مرنے کا نہیں انہیں اب آکر دیکھنا چاہیے کہ میرے آگے اسکو بھی کس طرح سرِ تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔"

لیکن نہیں! وہ شاندار صبح طلوع ہوتی ہے اور ابن آدم موت کے بند توڑ کر قبر سے فتحمند ہو کر زندہ ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ "چونکہ میں جیتا ہوں تم بھی جیو گے"۔ بقول شاعر

وہ رعب تھا حضور کا۔ بعد صلیب بھی
پتھر مزارِ پاک کا فوراً سرک گیا

قیامت اور زندگی "قیامت اور زندگی میں ہوں۔ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے گو وہ مرجائے تو بھی زندہ رہیگا" (یوحنا ۱۱: ۲۵)

جب میں جوان تھا مجھے ایک مرتبہ کسی جنازہ پر کچھ کہنے کے لئے اچانک تکلم کو طلب کیا گیا۔ چونکہ جنازہ کے ہمراہ تکلم کے سربرآوردہ تاجروں کی ایک کثیر تعداد کے ہونے کی توقع تھی۔ میں نے دل میں سوچا کہ مجھے ان لوگوں کو انجیل کی بشارت دینے کا کیا ہی بے نظیر موقعہ ہاتھ

لگا ہے کیونکہ نہ میں مسیح کے خطبوں میں سے جو اُس نے کسی ایسے ہی موقعہ پر دئے اپنے لئے ایک موزوں خطبہ منتخب کر کے اُنہیں سناؤں میں نے اسی خیال سے اناجیل اربعہ کی ورق گردانی شروع کی لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ جب بعد تلاش ایک بھی وعظ مجھے کہیں ایسا نہ ملا جو اُس نے کسی کی وفات پر کہا ہو۔ برعکس از یں میں نے یہ معلوم کیا کہ جتنے جنازوں پر مسیح کو حاضر ہونے کا اتفاق ہوا اُن میں سے ایک ایک جنازہ اُس کے ہاتھوں شکست کھا گیا۔ اُس مالک حیات نے اس دنیا میں موت پر کبھی وعظ ہی نہ دیا تھا۔ جلاوہ سرا پا زندگی تھا۔ اُس کے ہوتے ہوئے موت کیونکر زندہ رہ سکتی تھی ہ مُردگان اسکی صدائے قم سُنتے ہی جھٹ اُچھل کر کھڑے ہو جاتے تھے۔



ایم کے خان مہاں سنگھ باغ لاہور

بہت جلد ضرورت ہے

ڈفرن ہسپتال کوئٹہ کے لئے پورے طور پر ٹرینڈ نرس کی ضرورت ہے تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار۔ اور ایک ایسی ٹرینڈ کمپونڈر کی ضرورت ہے جو کلوروفارم دے سکے۔ ڈسپنسری ٹرینڈ کو ترجیح دی جائیگی تنخواہ ۵۰ روپیہ ماہوار۔ چھوٹے بچے نہ ہوں۔ درخواست ہائے معہ نقول اسناد پتہ ذیل پر جلد بھیجیں۔

لیڈی ڈاکٹر ڈفرن ہسپتال۔ کوئٹہ

۲۴ یوں کرو۔ لیکن خود پیچھے ہٹے گا خناس اسی کو کہتے ہیں جو ساتھیوں کی آڑ میں رہ کر فتنہ پیدا کرے۔ لوگوں کو تو کہے قربانی کرو لیکن خود پیچھے ہٹتا رہے۔ جیسے ہجرت کے دنوں میں بعض اعلیٰ لوگوں کو تو کہتے تھے ہجرت کرو اس ملک میں رہنا گناہ ہے لیکن خود ہجرت نہیں کرتے تھے۔ (الفضل ۱۴ مارچ)

آرای معاصرین

گالی کا جواب

بشیر۔ کیوں بھائی نصیر! اگر کوئی شخص تم کو گالی دے تو کیا کروگے؟

نصیر۔ اس کا جواب گالی دینے والے کی طاقت پر منحصر ہے۔

(رفتار ۲۱ مارچ)

کہتے ہیں ہولی جسے وہ پیر عتاب آنے کو ہے
جان پر خلق خدا کی اک عذاب آنے کو ہے

پھولتی پھلتی ہیں جس کے سایہ میں بربادیاں
آج وہ ہستی شکن خانہ خراب آنے کو ہے

اب نہیں کچھ آبروؤں اور ایمانوں کی خیر
دخت رز پر دے سے باہر بے نقاب نکلو ہو

بھنگ معجون اور چرس کی گرم بازاری ہوئی
پھر دماغوں اور دلوں میں اضطراب آنے کو ہو

ہوگی تہذیب و شرافت کی بڑی مٹی پلید
عالم امن و اماں میں انقلاب آنے کو ہے

ہولی کا تہوار

سخت تعجب طریقہ پر ہم ہولی کا تہوار مناتے ہیں وہ ہمارے لئے باعث بدنامی اور شرم ہے۔ ہولی کے تہوار پر عموماً غربا اور راہ سے گذرتے ہوئے مسافروں کو اُن پر کیچڑ اور گندگی پھینک کر تنگ کیا جاتا ہے گندے اور فضول گیت گائے جاتے ہیں۔ یہ فحش اور ناجائز حرکات بیسیوں انسانوں کے سر پھٹول کا باعث ہوتی ہیں اور بجائے قوم میں یگانگت پیدا کرنے اور ان کے اخلاق و قومی جذبہ کو ابھارنے کے اُسکے متضاد نتائج پیدا کرتی ہیں۔ (ملاپ ۲۴ مارچ)

خناس

جب فتنے پیدا ہوں تو دیکھو ان میں ضرور وسواس ہوگا۔ وہ قدرتی جوش نہیں ہوگا۔ بلکہ غلط واقعات کی بنا پر جوش پیدا کیا گیا ہوگا۔ وہ لوگوں کے اپنے خیالات نہیں ہونگے بلکہ انکو بگاڑنے والا پس پردہ کوئی اور ہوگا۔ جو لوگوں کو تو کہیگا

مسیحی خبریں

کانپور میں مسیحی بشارتی اجلاس

میتھوڈسٹ ینگ مینز ایسوسی ایشن (انجمن نوجوانان میتھوڈسٹ) کانپور کے اہتمام سے ۵ تا ۳۰ ماہ رواں کانپور میں مسیحی تبلیغی اجلاس ہونے قرار پائے ہیں۔ مطبوعہ لائحہ عمل سے واضح ہوتا ہے کہ حسب ذیل مقتدر اور نامور مقررین و مناظرین کو مدعو کیا گیا ہے۔

پادری ایس۔ ایم۔ پال صاحب (لاہور)

پادری عبد الحق صاحب (سہارنپور)

پادری جے۔ آر۔ چیتھر ایم۔ اے لکھنؤ

پادری ڈاکٹر جے۔ ڈبلیو۔ پکٹ ایم۔ اے لکھنؤ

ڈاکٹر ای۔ اسیر دانتم۔ ایم۔ اے لکھنؤ۔

اے۔ میکسویل اسکوائر (انگریز سادھو)

پی۔ جے ہل اسکوائر (انگریز سادھو)

مولوی ایس۔ ایم۔ پال صاحب لاہور سے ۲۰ ماہ حال کو کانپور کو روانہ ہو گئے۔ ہمیں امید ہے کہ ہمارے دوست مسٹر ایم۔ آر۔ ڈیوڈسن صاحب سکرٹری اجلاس ہذا تمام کارروائی کا خلاصہ ضبط تحریر میں لا کر زرافشاں میں شائع ہونے کی غرض سے جلد بھیج دینگے۔

بریلی کنونشن کنونشن ۲۱ سے ۲۴ مارچ تک ہوتی رہی۔ پنجاب سے پادری لیعوبل اور پادری سی۔ بی۔ ٹسٹن کو بلایا گیا تھا۔ خاص مضمون "ظفر ایسیح" ہے کیفیت اجلاس کا تا حال انتظار ہے۔

تاریخوار ۹ تا ۲۴ مارچ۔ لکھنؤ کانفرنس۔ اپر تھ لیگ انسٹی ٹیوٹ۔

۲۱ تا ۲۵ مارچ۔ بریلی کنونشن۔

۲۵ تا ۳۰ مارچ۔ اجلاس مقدسہ کانپور

۲۷ تا ۳۱ مارچ مسیحی میلا۔ بنیار ضلع گنٹور

۱ و ۲ اپریل۔ پنجاب کرسچن ایگزیکٹیو کونسل

۳۔ و ۴ اپریل۔ پنجاب کرسچن کونسل۔ لاہور۔

۳ تا ۵ اپریل۔ جلسہ سالانہ یو۔پی کرسچن کونسل الہ آباد۔
۵ تا ۹ اپریل۔ مشنریوں کا نصاب توسیع علم۔ پنجاب کرسچن کونسل۔ لاہور۔

قاضی صاحب پشاور میں تشریف لے گئے

ٹریننگ سکول کلارک آباد کے پرنسپل جناب قاضی خیراللہ صاحب ہمراہی مسز خیراللہ صاحبہ پشاور کو تشریف لے گئے ہیں۔ وہاں مسیحیوں اور غیرمسیحیوں میں خاص تقاریر کی خاطر آپ کو مدعو کیا گیا ہے۔

بشارتی مہم لاہور میں امسال بشارتی مہم کے ہفتہ میں مسیحیاں شہر نے ملکر خوب حصہ لیا مختلف حصص شہر میں باقاعدہ لکچر ہوئے۔ حصص کلام مقدس کی فروخت اور ٹریکٹوں اور دو ورقہ نسخوں کی مفت اشاعت ہوئی میجک لنٹرن سے بھی تبلیغ کی گئی۔ امید ہے کہ ملک بھر کے تمام شہروں میں اسی تجویز کو عملی جامہ پہنایا گیا ہوگا۔

علاقہ نیپال میں لوگ سادھو سنگھ اور پادری عبدالحق صاحبان کو بلانا چاہتے ہیں۔ کئی خطوط دفتر نورافشان میں اسکے متعلق موصول ہو رہے ہیں۔ دونوں اصحاب خاکسار ایم۔ کے خان مہاں سنگھ باغ لاہور کو اپنی فرصت سے اطلاع دیں۔

مس ایف۔ ایم کلارک اور پادری آر۔ ایچ۔ نبل صاحب جو سی۔ ایم۔ ایس پنجاب سے تعلق رکھتے تھے مشن کی خدمت سے حال ہی میں دست بردار ہو گئے ہیں۔

مس رولنیڈز جو مدرسہ زنانہ ال برائے مغربی صاحبان واقعہ دارجیلنگ کی پرنسپل ہیں رخصت پر جا رہی ہیں اور راج شاہی کے پادری ڈاکٹر موریسن صاحب عارضی طور پر اُن کے فرائض انجام دینگے مس رولنیڈز کو بنگالی زبان پر عبور حاصل ہے۔

ہندی وائی ایم۔ سی۔ اے کے جنرل سکرٹری مسٹر کے۔ ٹی۔ پال صاحب امریکہ جانے کو ہیں۔ اور ان کی غیرحاضری میں لاہور وائی۔ ایم۔ سی۔ اے کے سکرٹری مسٹر ایل۔ رلیارام صاحب جنرل سکرٹری کے فرائض انجام دینگے ٭

خان

مختلف خبریں

مقدمہ سازش میرٹھ کے وکیل

زیر دفعہ ۲۹۴ الف ضابطہ فوجداری گورنر باجلاس کونسل نے مسٹر جے ڈبلیو لینگ فورڈ جیمز بیرسٹر مسٹر بے پی مترا بیرسٹر اور منشی خیرات نبی کو سرکاری وکیل مقرر کیا ہے۔ جو ملک معظم کی طرف سے دفعہ ۱۲۱ الف کے مقدمہ سازش میرٹھ میں پیروی کرینگے۔ مسٹر ہارٹن کو یو۔پی کا ڈپٹی انسپکٹر جنرل بنا دیا گیا ہے آپ اور منشی خیرات نبی نے کاکوری کے مقدمہ میں بڑا کام کیا تھا۔

گرفتاریاں

گورنر جنرل باجلاس کونسل کی منظوری سے ہندوستان کے مختلف حصص کے ۳۱ آدمیوں کے خلاف ملک معظم کو برطانوی ہند کی بادشاہت سے محروم کرنے کی سازش کے الزام میں استغاثہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میرٹھ کی عدالت میں مروجہ معمول قوانین فوجداری کے مطابق دائر کیا گیا ہے اس استغاثہ کی بنا پر ہندوستان کے مختلف مقامات میں خانہ تلاشیاں اور گرفتاریاں ہوئیں۔ اس وقت اُن کی نسبت میں تفصیل حالات بیان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میرے پاس مکمل اطلاعات ہنوز نہیں آئیں جب ذیل اشخاص کی گرفتاری کے لئے وارنٹ جاری کئے گئے۔

نام ملزم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سکونت
فلپ سپرٹ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کلکتہ
براڈلے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بمبئی
شوکت عثمانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بمبئی
پورن چند جوشی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ الہ آباد
گوری شنکر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرٹھ
ایل۔ آر کدم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جھانسی
وی۔ این مکرجی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گورکھپور
دھرم ویر سنگھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرٹھ
نام ملزم ۔ ۔ ۔ ۔ سکونت
اجودھیا پرشاد ۔ ۔ ۔ ۔ کلکتہ
بھارتی گوسوامی ۔ ۔ ۔ ۔ میمن سنگھ
شب ناتھ بنرجی ۔ ۔ ۔ ۔ کھلنا
مظفر احمد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کلکتہ
گوپال باسک ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ڈھاکہ
رادھا رامن مترا ۔ ۔ ۔ ۔ بردوان
سری پد امرت ڈانگے ۔ ۔ ۔ بمبئی
سچیدانند وشنو گھاٹے ۔ ۔ ۔ ״
ایس۔ ای جھاب والا ۔ ۔ ۔ ״
ڈھونڈی راج تھنگڑی ۔ ۔ ۔ شہر پونا
کیشو نیل کانتھ جوگ لیکر ۔ ۔ ۔ بمبئی
سنتارام ساولارام میرج کار ۔ بمبئی
رگھناتھ شیورام نمبکر ۔ ۔ ۔ ״
گنگا دھر موریشور ادھیکاری ۔ ۔ ״
موتی رام گنجاناں ڈیسائی ۔ ۔ ״
ارجن آتما رام ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ״
گوبند رام چندر اکالکر ۔ ۔ ۔ ۔ ״
سوہن سنگھ جوش ۔ ۔ ۔ ۔ امرتسر (مضافات)
ایم۔ اے مجید عرف عبدالمجید۔ لاہور
کدارناتھ سہگل ۔ ۔ ۔ ۔ لاہور

کابل سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ بچہ سقہ کی فوجوں میں انتشار پیدا ہو رہا ہے۔ ایک ہزار سپاہی ایک باہر کی چوکی پر بچہ سقہ نے بھیجے تھے جن میں سے دو سو اسلحہ جات سمیت فوج چھوڑ کر بھاگ گئے۔

آج ۲۵ مارچ کی شام کو بجات ہال (دہلی) میں جبکہ ایک پبلک جلسہ ہو رہا تھا مسٹر چمن لال لیبر لیڈر جن کے خلاف ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میرٹھ کی طرف سے زیر دفعہ ۱۲۱ الف وارنٹ گرفتاری جاری ہے جلسہ میں نمودار ہوئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کیا۔ چنانچہ وارنٹ انہیں دکھایا گیا اور جلسہ کے اندر ہی گرفتار کر لیا۔

بقیہ مراسلات

مسیح کا تجسم اور اُس کی اہمیت

(از قلم عالیجناب پی۔ این بھنوٹ صاحب۔ بی۔ اے)

مندرجہ ذیل مضمون میرے محترم دوست پادری ای جواہر مسیح اسسٹنٹ پاسٹر امرتسر نے میرے پاس بغرض ترجمہ روانہ کیا تھا جسے میں نے (انگریزی سے اُردو میں) ناظرینِ نور افشاں کی ضیافت طبع کے لئے ترجمہ کیا ہے۔

تجسم کے معنی خدا کا انسانی جسم کر اختیار کرنا یعنی انسانی لباس میں ظاہر ہونا ہے۔ پیشتر اسکے کہ ہم مسیح کے تجسم کی طرف توجہ منعطف کریں ہم دیگر مذاہب کے خیالات دربارہ تجسم خدا پر سرسری نظر ڈالینگے۔ انسان جو اشرف المخلوقات ہے جب اپنے آپ کو مخلوقات کی سب سے اونچی چوٹی پر دیکھتا ہو تو وہ دنیا اور عالم موجودات سے محظوظ ہو کر عالم معدنیات۔ عالم نباتات اور عالم حیوانات کو ایک خاص رشتہ اتحاد میں منسلک اور منتسب پاتا ہے۔ تو اس پر عیاں ہوتا ہے کہ انکا الگ وجود کوئی قادر مطلق۔ عالم مطلق۔ ذی ادراک ذی احساس اور ذی ارادہ شخصیت ہو جو اس عالم موجودات کا مسبب ازلی و کل ہے جب انسان نے اس خدا یا سبب اول کو باور کر لیا تو اسکے دل میں یہ خواہش موجزن ہوئی کہ وہ جانے کہ وہ خدا یا وہ ہستی جو اس جہاں کا منبع ہے کیسا ہے اور بعد غور و خوض اور مشاہدہ کے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ وہ قادر مطلق۔ عالم الغیب اور ہمہ جا حاضر و ناظر ہے (رومیوں ۱: ۱۹ و ۲۰) مزید براں اُس نے یہ بھی دریافت کیا کہ خدا محبت ہے۔ کیونکہ اُسکے گردوپیش بے انتہا اشیا ہیں جو محض اُسکی سہولیت اور آرام و راحت کے لئے خلق کی گئی ہیں۔ اور اس طرح یہ اعتقاد لدنی اور ہمہ گیر ہو گیا لیکن جب اُس نے دنیا کی مصیبت و تصدیع اور ساکنان انسان کی ناگزیر موت پر نظر ڈالی اور دیکھا کہ راستباز ناراستوں کے ہاتھوں دکھ پاتے ہیں تو اس کا ایمان اس سبب اول میں لغزش کھانے لگا اور یہ جذبہ اُٹھا کہ اس شخصیت الٰہی کو دیکھے۔ اور اس ناموافقت اور نامطابقت کا سراغ لگائے اسوا پرستش و عبادت کے (کیونکہ رعد کی گرج۔ بجلی کی چمک یا زلزلے کے جھٹکے انسان کو سربسجود کرنے کے لئے کافی ہیں) خدا کو دیکھنے کی آرزو اوتار اور دیوتاؤں پر اعتقاد رکھنے کے لئے موجب تحریک ثابت ہوئی۔ اولاً یہ خواہش خدا کی صورت دیکھنے کی محتاج تھی۔ لیکن بعد ازاں اُسکے عدل و انصاف کو برحق قرار دینے کے لئے ابتدا میں تنافر گناہ اور تقدس خدا متعدد مذہبی علما اور رشیوں تک محدود تھا جو گناہوں کی معافی کے لئے دعا و مناجات کیا کرتے تھے۔ لیکن رگوید کے گنہگار رشی پر اس راز سربستہ کا اظہار ہوا کہ ایک بے گناہ جانور کی قربانی سے انسان کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اور اس نے درست کہا کہ۔

جانور دوسروں کے گناہوں کے لئے قربان ہوا۔ لیکن یہ انکشافات اور راستی اور دقیق علم اپنشدوں کی کثیف تعلیم کے نیچے دب کر معدوم ہو گیا اور انسان کے خود ساختہ اوتار تھے بھی ہوئے ہیں وہ ان گناہ اور گناہ کے نتائج قبیحہ سے رہائی دینے کے لئے نہیں ہوئے۔ بلکہ بخلاف اسکے انسان اس گنہگار فطرت کا قائل ہی نہ تھا۔ ان اوتاروں کا منتہا مقصود لوگوں کو راکھششوں کے عذاب سے رہائی دینا تھا۔ اور انسان نے ان اوتاروں کو محض اپنی تجسس کو کم کرنے کے لئے تسلیم کیا۔ اس لئے کہ وہ معلوم کریں کہ خدا انسان کی کل مصیبتوں پر کیوں خاموش ہے نہ کہ یہ معلوم کریں کہ موت گناہ کی مزدوری ہے تاکہ راستبازوں کو بچائیں اور بدکرداروں کا قلع قمع کریں نہ کہ گنہگاروں کو نجات دیں۔ اگر ایک شخص کے نزدیک بڑے معرکے کے کام کرنے خواہ وہ بھلے ہوں یا بُرے زندگی کا بہترین اصول ہے۔ تو اُس کا خدا یا اوتار ایسے کام کرنے والا ہوا۔ اور اگر ایک شخص کے لئے نفس پروری اور شہوت رانی زندگی کی اہم ترین بات ہے تو بعینہٖ اس کا خدا یا اوتار مکمل طور پر بندۂ نفس ہوا غرضیکہ ہر ایک شخص نے اپنے تصور کے مطابق اپنا خدا بنا لیا اور جیسے وہ تھے ویسے ہی اُنکے اوتار ہوئے۔

خدا پاک ہے۔ تقدس خدا اور گنہگاری انسان بجز یہودی اور مسیحی مذہب کے کسی اور میں نمایاں طور سے دکھائی نہیں دیتی۔ حالانکہ ان کے دیوتا اور اوتار انواع و اقسام کے گناہوں میں مقید ہے تو ان کے پیرو کس طرح گناہ کی ماہیت کو جان سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے دیوتاؤں کے مقلد گناہ سرزد کرنے میں قسمہ بھر پس و پیش نہیں کرتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو گنہگار خیال ہی نہیں کرتے بلکہ اپنے کرم یعنی اپنی گذشتہ جون کو۔ جب ایک انسان اپنے افعال و اقوال کو خواہ وہ کتنے ہی برے کیوں نہ ہوں گناہ نہیں بلکہ شومی قسمت سمجھتا ہے تو وہ راستی اور ناراستی۔ گناہ اور پاکیزگی میں امتیاز کرنے سے قاصر رہتا ہے۔ تاہم مہذب سے مہذب اور وحشی سے وحشی قبائل جو ایک کام کو برا یا اچھا جان سکتے ہیں کیونکہ ایک وحشی میں بھی یہ احساس ضرور ہے کہ وہ اپنے کام کو برا خیال کرتا ہے۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا کہ ویسا ہی برتاؤ اسکے ساتھ کیا جائے تاہم وہ اس بدفعلی میں بدستور منہمک رہتا ہے۔ اور چونکہ ہر ایک پچھلی جون کے باعث ایسے کام کرتا ہے۔ لہذا ایک راستباز انسان راست محض اس لئے ہے کہ یہ وصف اُسکے کرم نے اس میں پیدا کر دیئے۔

لہذا گناہ سے نفرت اور نیکی سے محبت دونوں کی زندگیوں میں مفقود ہیں۔ جب گناہ ایک ایسی چیز ہے جسکی پروا نہ کرنا چاہئے۔ تو وہ اعلےٰ ہستی جسے ہم خدا یا علت اولیٰ کیوں نہ کہیں صفاتِ حسنہ سے متصف نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ اسکے تقدس کی طرف خیال جائیگا ہی نہیں۔

تقدس خدا کا اظہار سب سے پہلے اہل یہود پر ہوا کہ بنی اسرائیل کو ہمیشہ کے لئے پاک و متبرک رکھا جائے لیکن بار بار کی تاکید کے باوجود انہوں نے اپنی نادانی سے دوسری بت پرست اقوام سے الحاق کیا اور ان کے ساتھ بتدریج یہ رفاقت اور موانست بڑھائی اور اپنے کام میں پورے سے اُترے حتیٰ کہ قربانی کی علت و غایت کو بھی فراموش کر دیا اور محض ظاہری نمائش باقی رہ گئی۔ اگرچہ قربانی کا رواج کم و بیش ہر ایک مذہب میں دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اسکے حقیقی معنی سراسر فراموش کر دیئے جاتے ہیں۔ قربانی راکھششوں کی آتش غضب فرو کرنے کے لئے دی جاتی تھی نہ کہ گنہگار شخص کی معافی اور بحالی کیلئے۔ امر واقعہ تو یہ ہے کہ قربانی کو بطور معاوضہ یا فدیہ ادا کرنے کا خیال بالکل معدوم تھا۔ (باقی آئندہ)

ضرورت

امرتسر چرچ کمیٹی کے لئے ایک ایسے کارندہ کی ضرورت ہو جو امرتسر شہر کے غیر مسیحیوں میں بشارت کا کام بخوبی کرنے کی لیاقت رکھتا ہو۔ تمام درخواستیں معہ ضروری سرٹیفکیٹ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۲۶ء تک پہنچ جانی چاہئیں تنخواہ حسب لیاقت ۳۰ اور ۵۰ روپے کے درمیان مقرر ہوگی۔ رہائشی مکان اور شہری الاؤنس بھی دیا جائیگا۔ اگر کوئی مشن کا ملازم ہو تو اس کے حقوق حسب الدستور مشن میں قائم رکھنے کے لئے کوشش کی جاویگی۔ مزید حالات بذریعہ خط و کتابت معلوم کریں

المشتہر پادری جے سالف بینی پاسٹر انچارج امرتسر

اعلان

میں پرسول داس سکنہ دہلی معرفت ایلین بری اینڈ کمپنی مشتہر کرتا ہوں کہ میں نے اپنا نام تبدیل کر لیا ہے اور نیا نام مسٹر پی ڈی ڈاس سے کہلاؤنگا۔ المشتہر پرسول داس۔ دہلوی

ضرورت

ایک سند یافتہ لیڈی سب اسسٹنٹ سرجن زنانہ ہسپتال سرسہ کیلئے ضرورت ہے۔ تنخواہ ۷۵ روپیہ ترقی ۴ روپیہ سالانہ گریڈ ۱۳۰ اور سٹینگ۔ کوارٹر مفت۔ پرائیویٹ پریکٹس کی بھی اجازت۔ پراویڈنٹ فنڈ۔ تمام عرضیاں بنام سول سرجن حصار کے بمعہ نقول سرٹیفکیٹ آنی چاہئیں۔

اشتہار

ڈاکٹر ایم کے ولیس صاحب ایل۔ ڈی۔ ایس۔ سی ڈینٹل سرجن۔ لیٹ ڈنٹل سرجن ٹو ہز ایکسیلنسی دی گورنر آف بمبئی ماہر فن دندان سازی۔ الیکٹرو دیسٹی پائوریا ٹریٹمنٹ کے سپیشلسٹ ہیں۔ اور مسیحیوں سے خاص رعایت کی جاتی ہے۔ جن اصحاب کو ان کی خدمات کی ضرورت ہو کشمیری دروازہ دہلی کے پتہ پر تشریف لائیں تشریف لانے سے پہلے بذریعہ خط و کتابت اپنا وقت مقرر کریں۔

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

اشتہار کتب جدیدہ

ترقی یا تنزل۔ از پادری ایس۔ ایم۔ زویمر صاحب اس رسالہ میں یہودی اور مسیحی تعلیمات کا اسلامی تعلیمات سے مقابلہ کرکے عجیب خوبی اور بے انداز خوش اسلوبی سے یہ دکھایا ہے کہ جہاں خداوند مسیح نے موسیٰ کی تعلیمات کو روحانی ترقی پر پہنچا دیا وہاں آنحضرت نے پھر تنزل دکھایا ہے۔ مسیح نے شریعت میں روحانی عروج پیدا کر دیا تھا۔ مگر ان کے ۶۰۰ سال بعد آکر محمد صاحب نے پھر پیچھے قدم اٹھایا ہے رسالہ مختصر مگر نہایت مفید اور دلچسپ ہے۔ اخلاقی تعلیمات میں تینوں مذاہب کا مقابلہ ہے صفحے ۳۰ ۶ پائی

تحریف انجیل و صحت انجیل۔ اس رسالہ میں پادری ڈبلیو بیچن صاحب نے نہ صرف مسلمانوں کے اس نامعقول اور بعض بے کم فہمی اعتراض کا کہ بائبل میں تبدیل و تحریف ہو گئی تشفی بخش جواب دیا ہے۔ بلکہ ان جعلی کتابوں کا بھی بیان کرکے ان کی فہرست معہ کوائف متعلقہ لکھ دی ہے جو غیر معروف دشمنان مسیحیت نے اناجیل کے نام سے وقتاً فوقتاً لکھیں صفحے ۳۰ ۶ پائی۔

حج کا قرض منظوم۔ دو ہم جماعت طالب علموں دیگ اور نکلس کی کہانی جس سے مسیح کی گنہگاروں کی خاطر جاں دہی کی تشریح ہوتی ہے۔ اس کہانی کا انگریزی سے یہ اردو میں منظوم ترجمہ ابھی شائع ہو گیا ہے۔ کتابت جلی چھپائی صاف کاغذ عمدہ اور سرورق رنگین ہے۔ صفحے ۱۲ ۱ر

نقشہ اعمال۔ سینٹ جان ڈیوینٹی کالج لاہور کے پرنسپل پادری اے آئی سکے صاحب نے یہ نقشہ (جس میں اعمال کے پہلے پندرہ بابوں کا دو رنگی نقشہ ہے۔) خاص طور پر سنڈی کے طلبا کے لئے ابھی تیار کیا ہے۔ سفید کاغذ کے بڑے تختے پر بہت ہی صفائی سے چھپا ہے۔ قیمت ۱ر

تتم ہالن۔ مسٹر گسٹر کا قصہ اردو نظم میں از جناب کیدار ناتھ صاحب منت بچوں کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اسی لئے خط موٹا کاغذ عمدہ اور سرورق رنگدار ہے صفحے ۲۰ ۔ ۱ر

سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی۔ لاہور

یونگ کرسچن ہائی سکول لدھیانہ

یہ بورڈنگ سکول مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔

شرح خرچ خوراک لوئر پرائمری سے آٹھ تک سات روپیہ۔ کلاس فیس سرکاری شرح کے مطابق ہے۔ متفرق اخراجات عہ اہوار فی طالب علم ہیں۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

نئے انتظام کے مطابق چالیس فیصدی غیر مسیحی بھی داخل ہو سکتے ہیں۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز۔ کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ورکشاپ عہ سے للعہ تک اور گرے کوٹ عہ سے عہ تک مل سکتا ہے۔ مزید حالات پرنسپل و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

جگجیت بڑودہ انجینئرنگ کالج امرتسر

یہ کالج دس برس سے جاری ہے سینکڑوں پاس شدہ طلبا ہر ایک انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہیں۔ گورنمنٹ کے بڑے حکام محکمے کے انجینئرز نے یہاں کی تعلیم ضبط و نظم و نسق اور سٹاف کی تعریف فرما کر طلبا کو بھی ملازمت کیلئے نہایت موزوں قرار دیا ہے علاوہ سب اوور سیئر اور سیئر اور سب انجینئر کلاسز کے جن میں کئی صد کے قریب طلبا تعلیم پاتے ہیں مئی ۱۹۲۳ء سے ہم نے بجلی کی کلاسیں بھی کھول دی ہیں جن کے لئے انجن مشینیں ہزاروں روپے کی منگوائی گئی ہیں اور سٹی اینڈ گلڈ آف لندن کے امتحان فرسٹ گریڈ کے طلبا کو بھی تیار کیا جاتا ہے کالج کی روز افزوں ترقی کا اندازہ ملازم شدہ کی فہرست اور انعام کے سرٹیفکیٹ سے ہو سکتا ہے جو پراسپیکٹس کے ساتھ مفت بھیجے جاتے ہیں۔ پرنسپل